پروفیسر محمد ایوب قادری

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ اور صحابۂ کرامؓ

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں خلافتِ اسلامیہ کو جو وسعت اور مسلمانوں کو جو عظمت واقتدار حاصل ہوا وہ تاریخ اسلام کا روشن باب ہے۔ قیصر وکسریٰ کی وسیع وقدیم سلطنتیں خاک میں مل گئیں۔ شہنشاہیت واستحصال کا دور ختم ہوا۔ جمہوریت، مساوات اور مشورت کا زمانہ آیا۔ علوم وفنون کی گرم بازاری ہوئی۔ نظامِ حکومت اور آئینِ خلافت مدون ہوا۔ اس کامیابی میں اگر ایک طرف خلافت کا "منہاج نبوت" سے تعلق تھا تو دوسری طرف حضرت عمرؓ کی اصابت رائے، حسنِ عمل، خلوصِ نیت اور صحابۂ کرام کا تعاون و اشتراک بھی تھا۔

یہاں ہم حضرت عمرؓ اور صحابۂ کرامؓ کے تعلقات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں گے اور ان تعلقات کا جائزہ لیں گے کہ جن کے نتیجے میں خلافتِ فاروقی کو ایسی شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ قریش کی شاخ بنو عدی میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق شہسواری، پہلوانی اور کشتی کے فن سیکھے۔ فصاحت وبلاغت اور علم انساب میں مہارتِ کاملہ حاصل کی۔ نوشت وخواند سے بھی بے بہرہ نہ رہے اور اپنے خاندانی منصب "سفارت" کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسا قریش کا بطل جلیل اسلام میں داخل ہو جائے تاکہ اسلام کو تقویت حاصل ہو۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروقؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کو نہایت مسرت وخوشی ہوئی اور سب نے تحسین وآفرین کے نعرے بلند کیے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں نے علی الاعلان کعبۃ اللہ میں نماز پڑھنی شروع کردی اور ان کو خاصی تقویت حاصل ہوگئی۔

حضرت عمرؓ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہایت قرب واعتماد حاصل

تھا۔ ان کی اصابت رائے کا یہ عالم تھا کہ بعض امور میں ان کی رائے کے مطابق نزول وحی ہوا۔ اسیران بدر کا معاملہ، تحریم خمر، آیۂ حجاب ازواج مطہرات، مصلی مقام ابراہیم اس پر شاہد ہیں۔ حضرت عمرؓ کی تجویز کے مطابق ہی اذان کا طریقہ شروع ہوا۔

حضرت عمرؓ تنہا وہ شخص تھے کہ جنھوں نے علی الاعلان مکہ سے مدینہ ہجرت کی، ان کے ہمراہ مندرجۂ ذیل حضرات تھے:

زید بن خطاب، سعید بن زید، خنیس بن حذافہ، عمرو بن سراقہ، عبداللہ بن سراقہ، واقد بن عبداللہ تمیمی، خولی ابن ابی خولی، مالک ابن ابی خولی، ایاس بن بکیر، عاقل بن بکیر عامر بن بکیر، خالد بن بکیر

مدینہ منورہ پہنچنے پر حضرت عمرؓ کا رشتۂ اخوت عتبان بن مالکؓ سے ہوا جو قبیلۂ بنو سالم کے سردار تھے۔

جانشین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفۂ راشد اوّل حضرت ابو بکر صدیق اکبرؓ کے وہ ہر معاملے میں معین و مددگار رہے۔ خلیفۂ اول کے انتخاب کے موقع پر حضرت عمرؓ نے جس اصابت رائے جرأت اور عاقبت اندیشی سے قدم اٹھایا، اس کے نہایت دور رس نتائج ظاہر ہوئے۔ انھوں نے سقیفۂ بنی سعدہ میں حضرت ابو بکرؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے مفاسد و فتن کا دروازہ بند کر دیا اور مسلمانوں کو انتشار سے بچالیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ ان سے ہر معاملے میں مشورہ لیتے تھے اور اکثر مقدمات کے فیصلے ان ہی کے سپرد کرتے تھے۔ ان کے مشورے اور ایما سے دورِ صدیقی میں تدوینِ قرآن کا کام ہوا۔ جب جنگِ یمامہ میں حفاظ کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی تو ان کی تحریک پر حضرت ابو بکرؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو تدوینِ قرآن کا کام سپرد کیا۔ جنگ ردہ میں بھی وہ صدیق اکبرؓ کے دستِ راست تھے مشہور مستشرق سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ "حضرت ابو بکر کو حضرت عمر کے مشورے اور صلاح پر اس قدر بھروسا اور اعتماد تھا اور ان کا فیصلہ سوائے چند خاص مثالوں کے، ان کے نزدیک اتنا وزن رکھتا تھا کہ ان کو خلافت اور حکومت میں شریک کہا جا سکتا ہے۔"

حضرت ابو بکرؓ نے اپنے انتقال کے موقع پر حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کر کے جس پختگی رائے اور

دور اندیشی کا ثبوت دیا، وہ ظاہر ہے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے ان کی سخت مزاجی کی طرف تو اشارہ کیا مگر ان کو ناموزوں قرار نہیں دیا۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اُتارا۔

حضرت عمر کو اپنے دورِ خلافت میں جو شاندار کامیابی، فتوحاتِ عظیمہ اور خلافت میں استحکام نصیب ہوا وہ صحابۂ کرام کے پرخلوص تعاون اور اشتراک کا نتیجہ تھا۔ وہ صحابۂ کرام سے مشورہ اور تعاون ضروری سمجھتے تھے اور ہر طرح سے ان کا خیال رکھتے تھے۔ انھوں نے روزانہ پیش آنے والے مسائل کے فیصلے کے لیے اہل الرائے صحابہ کی ایک مجلس مشاورت بنائی تھی اور تمام ملکی و قومی مسائل مجلسِ شوریٰ سے طے پاتے تھے۔ اس مجلس میں مہاجرین و انصار کے منتخب اکابر اور اہل الرائے حضرات شریک ہوتے تھے اور اتفاق رائے یا کثرت رائے سے تمام امور کا فیصلہ ہوتا تھا۔ اس مجلسِ مشاورت کے خاص ارکان حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔

مہماتِ امور کے لیے ممتاز مہاجرین و انصار کی خاص مجالس بھی ہوتی تھیں۔ ایک مجلس عام بھی ہوتی تھی جس میں مہاجرین و انصار کے علاوہ سردارانِ قبائل بھی شریک ہوتے تھے۔ ہر شخص کو اظہار رائے کی پوری پوری آزادی حاصل تھی۔ حکومت پر نکتہ چینی کا حق حاصل تھا۔ بظاہر معمولی مسلمان برسرِ عام حضرت عمرؓ کو ٹوک دیا کرتے تھے۔ اس قسم کے واقعات عام طور پر معلوم مشہور ہیں۔

صحابۂ کرام کے تعاون اور مشورہ کو حضرت عمرؓ والیوں اور گورنروں کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ جب مغیرہ بن شعبہؓ کی معزولی کے بعد ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تو انھیں حکم دیا کہ وہ سنتِ نبوی کی پابندی کریں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کا تعاون حاصل کریں۔ کیونکہ وہ اس امت کے نمک ہیں اور ان سے کہا کہ جو صحابہ تمھیں پسند ہوں ان کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ چنانچہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے انتیس ۲۹ صحابہ کا انتخاب کیا۔

جنگِ نہاوند کے موقع پر مجلسِ مشاورت منعقد ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نہایت آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کیا اور سیدنا فاروقِ اعظم کی رائے کی تائید کی۔

ابن عباسؓ نے اس رائے سے اختلاف کیا اور نقد و جرح فرمائی۔ حضرت علیؓ نے جوابی تقریر کی۔ بعد کو ثابت ہوا کہ فاروق اعظمؓ کی رائے صحیح تھی۔

صحابۂ کرام جہاد و جنگ میں شریک ہو کر حضرت عمرؓ کے ارادے کی تکمیل کرتے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، عمرو بن العاصؓ، سعد بن وقاصؓ اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ جیسے سپہ سالاروں نے فتح وظفر کی وہ مثالیں قائم کردیں کہ تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ جب سعد بن وقاصؓ عراق کی مہم پر گئے تو ان کے ہمراہ سترّ وہ صحابہ تھے کہ جو جنگِ بدر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوہر شجاعت دکھا چکے تھے۔ اسی طرح جب ابو عبیدہؓ جنگِ یرموک میں رومیوں کے مقابلے کے لیے گئے تو اس جنگ میں ایک ہزار صحابہ شریک تھے جن میں سے سو ایسے صحابہ تھے جو جنگِ بدر میں شریک ہو چکے تھے۔

جب عمرو بن العاص نے فتح مصر کے موقع پر مدد طلب کی تو زبیر بن العوامؓ اور عبادہ بن الصامتؓ ان کی مدد کے لیے بھیجے گئے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ "وہ مہاجرین جو تلواروں کے سائے میں ہیں (جنگ کر رہے ہیں) قید نہیں کیے جائیں گے اور انھیں تکلیف نہیں دی جائے گی ان کو اور ان کے اہل و عیال کو فیاضی کے ساتھ مالِ غنیمت تقسیم کیا جائے گا اور جب تک وہ (جنگ سے) واپس آ نہیں گے ان کے اہل و عیال کی میں نگرانی کرتا رہوں گا۔

انصار جنھوں نے اللہ کی راہ میں قربانی دی ہے اور دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں ان کے نیک کام کو سراہا جائے گا، ان کی لغزشوں کو معاف کیا جائے گا نیز اہم معاملات میں ان سے مشورہ کیا جائے گا۔"

عرب میں (۱) امیر معاویہ (۲) عمرو بن العاص (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) زیاد بن سمیہ کو دہاۃ العرب کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات فن تدبیر و سیاست میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے زیاد کے سوا تینوں حضرات کو بڑے بڑے عہدے دیئے۔ امیر معاویہ والی دمشق رہے۔ ۱۸ھ میں قیساریہ ان کے ہاتھوں فتح ہوا۔ عمرو بن العاص نے مصر میں فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اسی طرح مغیرہ بن شعبہ مختلف شہروں کے والی رہے۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہر شخص قانون کی نظر میں برابر تھا۔ مساوات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ حضرت بلالؓ اور حضرت عمارؓ اگرچہ غلام رہ چکے تھے مگر اجل صحابہ کے برابر

سمجھے جاتے تھے اور سرداران قریش کے مقابلے میں فوقیت و برتری رکھتے تھے ۔

فتوحات عراق کے بعد تعین خراج کے سلسلے میں عام بحث و مشورت ہوئی ۔ اکابر صحابہ نے اس بحث میں آزادانہ حصہ لیا ۔

حضرت عمرؓ خاندان نبوت کا بہت خیال رکھتے تھے ۔ جب وظائف مقرر کیے گئے تو ابتدا خاندان بنو ہاشم سے ہوئی ۔ رجسٹر میں سب سے پہلے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے نام لکھے گئے ۔ وظائف کی رقم میں بھی ان کا لحاظ رکھا گیا ۔

ازواج مطہراتؓ کے وظیفوں کی رقم سب سے زیادہ تھی ۔ ان کے بعد اصحاب بدر کے وظائف کی رقوم تھیں ۔ اگرچہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اس گروہ میں نہ تھے مگر ان کے وظائف بھی اسی حساب سے مقرر ہوئے ۔ اسامہ بن زیدؓ کا وظیفہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ سے زیادہ مقرر ہوا ۔ حضرت عبداللہ نے عذر داری کی تو فاروق اعظم نے فرمایا کہ اسامہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ۔ فتح مدائن کے موقع پر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ایک ایک ہزار درہم دیے گئے ۔ اور حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ کو پانچ سو درہم دیے گئے ۔

حضرت عمرؓ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم بزرگوار حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کا بہت خیال رکھتے تھے ۔ نخلستان بنو نضیر کا انتظام حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سپرد کیا ۔

ایک موقع پر جب قحط سالی ہوئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے ساتھ نماز استسقا پڑھی اور ان کی اقتدا میں دعا مانگی ۔ عبداللہ ابن عباسؓ تو برابر ان کے زیر تربیت رہے ۔ سیدنا فاروق اعظمؓ اور سیدنا حضرت علیؓ میں نہایت خلوص اور دوستانہ تعلقات تھے ۔ خدائے رحمٰن نے ان مومنین نیک اعمال کے دل میں محبت و مودت پیدا کر دی تھی ، جس پر قرآن شاہد ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔ (سورہ مریم)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے خدائے رحمٰن ان میں محبت پیدا کر دے گا ۔

سیدنا فاروق اعظمؓ بڑی بڑی مہمات میں سیدنا حضرت علیؓ سے مشورہ کرتے تھے اور حضرت علیؓ ان کو مخلصانہ مشورہ دیتے تھے ۔ انھوں نے ۱۶ نبوی میں سن ہجری کا اجرا حضرت علیؓ کے

مشورے سے کیا اور جب حضرت فاروق اعظمؓ بیت المقدس گئے تو خلافت کی ذمہ داریاں حضرت علیؓ کے سپرد کر گئے۔ ان کے باہمی تعلقات کی استواری کا یہ عالم تھا کہ حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی اُمِ کلثومؓ کو جو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے بطن سے تھیں، حضرت عمرؓ کے نکاح میں دے دیا تھا اور اس طرح حضرت عمرؓ کا رشتہ مصاہرت بنتِ علیؓ کے ذریعہ خاندانِ نبوت سے ہو گیا۔

سیّدنا فاروق اعظمؓ نے ایک موقع پر سیّدنا حضرت علیؓ کے لیے "اطال اللہ بقاءک" اور "ایدک اللہ" فرمایا

جب بیت المقدس کا تاریخی معاہدہ تحریر ہوا تو اس پر حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاصؓ عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان کے بھی دستخط ہوئے۔

صحابۂ کرام بھی سیدنا فاروق اعظمؓ کا ہمہ وقت پاس اور لحاظ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ صحابۂ کرام نے محسوس کیا کہ ان پر تنگ دستی کا زیادہ غلبہ ہے۔ چند جلیل القدر صحابہ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے مشورہ کیا کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ کے وظیفے میں اضافہ ہونا چاہیے اور اس کی ان کو ترغیب دینی چاہیے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی رائے کے مطابق پہلے ان کی صاحبزادی اُم المؤمنین حضرت حفصہؓ سے رجوع کیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اضافۂ وظیفہ کی تجویز کو کلیتاً مسترد کر دیا اور اس بات کو ناپسند فرمایا۔

سب سے پہلے حضرت عمرو بن العاص نے حضرت فاروق اعظمؓ کو "امیر المومنین" کہا، پھر یہ خلیفۃ المسلمین کا عام لقب ہو گیا۔ حضرت عمرؓ، حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کی نہایت تعظیم کرتے تھے۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کرام کی بھی ان کے درجے اور مرتبے کے مطابق تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ و دیگر صحابہ کا وہ پورا خیال رکھتے تھے لیکن جہاں دینی یا قومی مسائل ہوتے وہاں وہ کسی کے ساتھ رعایت نہیں کرتے تھے۔

عمرو بن العاصؓ گورنر مصر کے صاحبزادے نے ایک قبطی کو بلا وجہ مارا، اس پر انھوں نے عمرو بن العاص کے سامنے ان کے اس بیٹے کو کوڑے لگوائے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی جنگی قابلیت مسلمہ تھی لیکن جب مصلحت سمجھی تو ان کو معزول کر دیا۔

حضرت عمرؓ صحابہ کرام کو ان کی قابلیت کے مطابق منصب عطا کرتے تھے اور اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے کہ کون عزیز ہے اور کون غیر ہے۔ ذیل میں ان کے دور کے عمال کی ایک مختصر سی فہرست بصراحت شعبہ جات پیش کی جاتی ہے:

والیان و عمال

ابو عبیدہ بن الجراحؓ	والی شام	عیاض بن غنمؓ	والی جزیرہ/مصر
سعد بن وقاصؓ	والی عراق	حذیفہ بن الیمانؓ	عامل مدائن
عمرو بن العاصؓ	والی مصر	ہرثمہ بن عرفجہ ازدیؓ	عامل موصل
یزید بن ابی سفیانؓ	عامل فلسطین	عمیر بن سعدؓ	عامل حمص
امیر معاویہؓ	والی دمشق	عمار بن یاسرؓ	حاکم کوفہ
ابو موسیٰ اشعریؓ	والی بصرہ	سمرہ بن جندبؓ	حاکم سوق الاہواز
عتاب بن اسید امویؓ	عامل مکہ	حجاج بن عتیکؓ	عامل فرات
عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ	حاکم مصر صعید	نافع بن عبدالحارثؓ	حاکم مکہ
عثمان بن ابی العاصؓ	والی طائف	نعمان بن عدیؓ	حاکم میسان
یعلیٰ بن اُمیہؓ	حاکم یمن	مغیرہ بن شعبہؓ	حاکم بصرہ
علاء بن الحضرمیؓ	حاکم بحرین/یمن		

مجلس افتا کے ارکان

عثمانؓ
علیؓ
عبدالرحمن بن عوفؓ
ابی بن کعبؓ
ابو ہریرہؓ
معاذ بن جبلؓ
زید بن ثابتؓ

معلمین قرآن و حدیث

سلمان فارسیؓ
ابو درداءؓ (دمشق)
عبداللہ بن مسعودؓ
ابو مسعودؓ (کوفہ)
معاذ بن جبلؓ (حمص)
عمران بن حصینؓ (بصرہ)
انس بن مالکؓ (بصرہ)

ابو درداءؓ عبادہ بن الصامتؓ (شام)

دیگر عہدیداران

خالد بن ولیدؓ	سپہ سالار	عبداللہ بن عتبہؓ	نگران بازار
عبادہ بن الصامتؓ	قاضی	سلمان بن ربیعہ الباہلیؓ	قاضی
زید بن ثابتؓ	میر منشی/قاضی (مدینہ)	عبداللہ بن الخزامیؓ	کاتب دیوان - بحرین
محمد بن مسلمہؓ	افسر تحقیقات	ابو ہریرہؓ	صاحب الاحداث - "
خالد بن ابی العاصؓ	رکن خلافت	حذیفہؓ	نگران بیت المال - "
عثمان بن حنیفؓ	مہتمم بندوبست اضلاع فرات	عقیل بن ابی طالبؓ	تقرر وظائف کے افسر
عبداللہ بن مسعودؓ	افسر خزانہ کوفہ	مخرمہ بن نوفلؓ	" " "
قدامہ بن مظعونؓ	افسر پولیس بحرین	جبیر بن مطعمؓ	" " "
عبداللہ بن ارقمؓ	افسر خزانہ/میر منشی		

باوجودیکہ یہ جماعت حضرت عمرؓ کی معتمد علیہ تھی لیکن وہ ان لوگوں کی ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے تھے اور وقتاً فوقتاً ان کی گرفت کرتے تھے، ان کو تنبیہ کرتے رہتے تھے۔ ان سے حساب فہمی کرتے تھے۔ اگر کوئی بات خلافِ ضابطہ ہوتی تو جواب طلب کرتے تھے اور عدم اطمینان کی صورت میں تعزیری کارروائی کی جاتی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی عظمت و جلالت ظاہر ہے مگر جب معلوم ہوا کہ انھوں نے کوفہ میں اپنے لیے ایک بڑا مکان بنالیا ہے تو حضرت عمرؓ نے ان کو تنبیہ کی اور وہ مکان منہدم کرا دیا۔ مغیرہ بن شعبہؓ اور عمار بن یاسرؓ کو معزول کیا گیا۔ اسی طرح بعض اور اصحاب کے واقعات ہیں۔

صحابۂ کرام، حضرت عمرؓ کی سخت مزاجی کے باوجود ان کا پورا پورا احترام کرتے تھے اور ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سیدنا فاروق اعظم جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ اس میں سراسر دینی یا ملی مفاد ہوتا ہے۔ وہ ان کے سامنے ایسی ویسی بات کہتے ڈرتے تھے لیکن معقول بات کہنے سے نہیں جھجکتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی معقول بات خندہ پیشانی سے سنتے تھے اور انھیں مطمئن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:[۱]

۱؎ بخاری باب بنیان الکعبۃ و باب ہجرۃ الحبشہ۔

فو اللہ ما عصیتہ ولا غششتہ حتی توفاہ اللہ۔ [۵۲]

خدا کی قسم میں نے کبھی ان کی نافرمانی نہیں کی اور نہ خیر خواہی کے خلاف مجھ سے کوئی فعل سرزد ہوا۔

اور عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ثم صحبت صحبتھم فاحسنت صحبتھم ولئن فارقتم لتفارقنھم وھم عنک راضون۔

تو پھر صحابہ آپ کے ساتھ رہے اور آپ نے حسنِ رفاقت کا حق ادا کر دیا اور اگر آپ ان کو چھوڑیں گے تو اس حال پر کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے۔

جب حضرت عمرؓ فیروز لولوٗ (مجوسی) کے ہاتھوں زخمی ہوئے تو انھوں نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور چھ حضرات عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن وقاصؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی کہ ان میں سے جس کسی شخص پر اتفاق رائے ہو جائے اس کو خلیفہ بنا لیا جائے۔ اس بورڈ میں ایک مشاورتی رکن ان کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی تھے مگر وہ امیدوارِ خلافت نہیں ہو سکتے تھے۔

حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ سابقین اولین، عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین میں سے تھے۔ وہ صحابۂ کرام میں بہت زیادہ عالم و زاہد تھے۔ ان سے (۵۳۹) حدیثیں مروی ہیں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ سے احادیث روایت کرنے والے مندرجہ ذیل صحابۂ کرام ہیں:

حضرت عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، سعد بن وقاصؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ابوذرؓ، عمرو بن عتبہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، انسؓ، ابوہریرہؓ، عمرو بن العاصؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، برأ بن عازبؓ، ابوسعید خدریؓ و دیگر صحابہ کرامؓ۔

غرض سیدنا فاروق اعظمؓ اور صحابہ کرام کے تعلقات کا یہ ایک ہلکا سا جائزہ ہے جس سے پورا پورا خلوص و اعتماد اور تعاون و اشتراک ظاہر ہوتا ہے۔

آخر میں ہم اس مضمون کو شہادتِ غیر کے تحت ڈاکٹر گستاؤلی بان کی تمدنِ عرب کے ان اقتباسات

---

[۵۲] بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن الخطاب۔

پر ختم کرتے ہیں :

—— اس نئے دین (اسلام) کو بہتیرے موانع درپیش تھے اور بے شک وہ اصحاب نبی کی خوش تدبیری ہی تھی جس نے انھیں ان موانع پر کامیاب کیا۔ انھوں نے خلافت کے لیے ایسے ہی اشخاص کا انتخاب کیا جن کی ساری غرض اشاعت محمدی تھی۔

—— یہ سب (خلفائے راشدین) حضرت رسالت مآب کے صحابہ تھے اور ان میں پیغمبر خدا کی سخت زندگی اور سادہ عادتیں موجود تھیں۔

—— خلفائے راشدین کے زمانے میں ہر شخص برابر سمجھا جاتا تھا اور ایک ہی قانون سب کے لیے تھا۔

—— حضرت عمر جس قدر عمدہ منتظم تھے اسی قدر عمدہ سپہ سالار تھے اور ان کا انصاف تو ضرب المثل تھا۔

حیاتِ محمدؐ

مصنف : محمد حسین ہیکل —— اردو ترجمہ : ابو یحییٰ امام خاں

مصر کے نامور ادیب اور محقق محمد حسین ہیکل کی مشہور تصنیف "سیرۃ النبی محمدؐ" کا یہ ترجمہ ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات نہایت مؤثر اور دلنشین انداز میں لکھے گئے ہیں اور ان واقعات کو خصوصیت سے اجاگر کیا گیا ہے جن کا تعلق زندگی کے بنیادی حقائق اور اس دور کے اہم مسائل سے ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں مستشرقین کے ان تمام اعتراضات کا نہایت مدلّل جواب دیا گیا ہے جو وہ اسلام اور پیغمبرِ اسلامؐ پر کرتے رہتے ہیں۔

صفحات : ٦٥۴+۸ —— قیمت ۲۷ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ ثقافتِ اسلامیہ —— کلب روڈ۔ لاہور